JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(2), 30-38

مرد کا عورت پر فوقیت کا مسئلہ، تفسیر اختریہ کی روشنی میں

Muhammad Anwar
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Muhammad Siddique Ullah
Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Keywords
Superiority, Persian, Kandahar Province ، Women's Freedom, Feminism

Muhammad Anwar, and Muhammad Siddique Ullah (2022) The issue of superiority of men over women in the interpretation of Akhtariya , *JQSS, Journal of Quranic and Social Studies*, 2(2), 30-38.

Abstract: *Mafsir Rahmaullah was born in a noble family of Mengal tribe in Sher Shah, a suburb of Kandahar province, Afghanistan. His parents suggested his name as Akhtar Muhammad. His father's name was Dalasa Khan son of Lashkar. You belong to Lalazai section of Mengal. Your native place was Nushki Balochistan. There is a debate in the media about the status of women in the male dominant society. For the last few years, International Women's Day (March 8) has been celebrated by organizations with feminism ideas. Despite being very few in number, the influence of women with these ideals is rapidly becoming popular by upholding social values. It is said that women are raising their voices for their rights. Knowledge is being raised. You have to know the difference between women's rights and women's freedom Feminism generally refers to the provision of basic rights to women. Women's freedom movements have a western background. For centuries in the West, women did not have political, social, but even basic human rights. Women were subjected to all kinds of exploitation and oppression. Sati is still a law in India, even today the birth of a girl child is not considered good in Hindu thought.*

Corresponding Author: Email: asifayub312@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific

صاحب تفسیر کا تعارف:

افغانستان کے صوبہ قندھار کے نواحی علاقے شیر شاہ میں مینگل قبیلہ کے ایک موقر گھرانے میں مفسر رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔ والدین نے آپ کا نام اختر محمد تجویز کیا۔ آپ کے والد کا نام دلا ساخان ولد لشکر تھا۔ مینگل کے طبقہ للازئی سے آپ کا تعلق ہے۔ آبائی علاقہ آپ کا نوشکی بلوچستان تھا۔[1]

آپ رحمہ اللہ کی مادری زبان تو براہوے تھی لیکن آپ کو اردو، عربی، فارسی، بلوچی اور پشتو زبان پر عبور حاصل تھا[2]

مفسر رحمہ اللہ نے دس سال کی عمر عیسی چہ کے علاقے میں مولانا محمد یعقوب کے یہان اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا۔ اسکے بعد اپنے آبائی علاقے نوشکی میں سید عبد الکریم کے پاس پڑھنے گئے اور اسی سال سردار شیر خان اور افغاب حکومت کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔ صلح کے لئے چند زعماء کو افغان حکومت نے دعوت دی جن میں مفسر رحمہ اللہ کے والد بزگوار بھی تھے۔ افغان حکومت نے ان زعماء کو دھوکے سے قیدی بنالیا اسی قید و بند کے دوران آپ رحمہ اللہ کے سر سے والد سایہ اٹھ گیا اور تعلیمی سلسلہ رک گیا۔

۱۳۵۹ھ میں دوبارہ تعلیمی سفر کی ابتداء جامعہ نصریہ مستونگ سے فرمائی۔ عربی درجات کی پڑھائی کے لئے اساتذہ کے مشورہ سے اپنے رفقاء حضرت مولانا عبد العزیز رحمہ اللہ اور مولانا عبد السلام بارانزئی کے ہمراہ خانپور پنجاب چلے گئے۔ دورہ حدیث کی تعلیم کے لئے سہارنپور ہندوستان جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن دونوں ممالک کے کشیدہ حالات، مالی مشکلات اور بیماری کی وجہ سے جانا مقدر میں نہیں تھا۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ گمانیہ بھاول پور پنجاب صحاح پڑھنا شروع کیا تھا کہ شدید دماغی ضعف کا مرض لاحق ہوا اور آپ رحمہ اللہ کو واپس بلوچستان آنا پڑا۔ تقریبا ڈیڑھ ہزار کا رقم خطیر اپنے علاج پر خرچ کیا۔ اور روبہ صحت ہوتے ہیں اپنے تعلیم کو مکمل کرنے واپس پہنچ گئے اور پانچ سال تک مزید علمی خوشہ چینی کرتے رہے۔

مولانا اختر محمد نے ۱۹۵۲ء گردگاب مستونک میں مدرسہ عربیہ دار التوحید کی بنیار کھی۔ اور مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی حق گوئی نے سرداروں اور نوابوں کو آپ کا دشمن بنادیا تھا آپ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور آپ کو شہر بدر بھی کیا گیا۔

۱۹۶۴ء میں آپ رحمہ اللہ نے زہری کے علاقے میں اپنے تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ حضرت مولانا اختر محمد جب زہری پہنچے اس وقت زہری شرک وبدر اور جہالت کی رسم ورواج میں گھرا ہوا تھا۔ قریبا ۱۵ سال تک زہری میں اپنے داعیانہ سرگرمیاں جاری رکھیں اور قریبا ۳۰ مدارس کی بنیاد رکھی۔ جب زہری میں سردار دوداخان کے ساتھ معاملات شدت اختیار کر گئے تو آپ نے 1978\۱۳۹۴ھ میں قلات کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہی آپ کا مدفن ہے۔[3]

تفسیر اختریہ کا مختصر تعارف:

ایک طویل اور تھکا دینے والی تبلیغی جد وجھد نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب رحمہ اللہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست پر لانے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انکا ایک مظبوط تعلق قران مجید کے ساتھ استوار کرنا چاہیے۔ قران کے پیغا کو ہر ایک تک پہچانے کی نیت سے آپ رحمہ اللہ نے براہوئی زبان میں تفسیر لکھی تا کہ ہر بولنے اور سننے والا قران کے پیغام کو سمجھ سکے۔

صدیوں سے امت نے قران مجید کی خدمت کی ہے لیکن اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ مفسر علیہ رحمہ کی تفسیر کا مطالعہ بتاتی ہے کہ ایک درد مند مبلغ اور مصلح کو اپنے علاقے کے رسوم سے انکی عادات اور طور واطوار سے کتنی زیادہ مناسبت تھی۔ چنانچہ ہر ایک بدعت اور فتنہ کے خلاف آپ کا لہجہ سخت سے سخت ہوتا نظر آتا ہے۔

بلاشبہ تفسیر اختریہ براہوئی زبان وادب کا ایک شاہکار ہے۔ نہایت سادہ انداز میں مفسر رحمہ اللہ نے قران کے مفاہیم کو سمجھایا ہے۔ نہایت ہی عمدہ انداز میں سلف مختلف تفسیری اقوال کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اور تفسیر ایات کے ذیل میں احادیث، آثار اور تفسیری اقوال کا اہتمام نظر آتا ہے۔ ربط ایات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے جس سے قران کے مطالب وموضوعات سمجھنے میں مدد ملتی ہے جا بجا مختلف کتب تفسیر کا حوالہ بھی نظر آتا ہے جو نئے محققین کے لئے ایک عمدہ رہنمائی ہے۔

۱۹۷۰ میں چھ جلدوں پر مشتمل اس تفسیر کی آپ رحمہ اللہ نے تکمیل فرمائی [۴]۔ زبان وادب کی چاشنی کے ساتھ جھالوانی لہجہ غالب نظر آتا ہے۔ براہوئی قوم صدیوں تک آپ رحمہ کے اس عظیم احسان کو نہیں بھلا پائے گی۔

سورۃ النساء کا تعارف اور مضامین کا خلاصہ:

سورۃ النساء مدنی سورت ہے مدنی دور کے بالکل ابتداء میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اہل علم میں یہ بات تقریبا حد تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مدنی سورتوں میں احکام کا بیان ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سورت کے تعارف میں لکھتے ہیں۔

> یہ سورت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی، اور اس کا اکثر حصہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مدینہ منورہ کی نوازائیدہ مسلمان ریاست مختلف مسائل سے دوچار تھی۔ زندگی کا ایک نیا ڈھانچہ ابھر رہا تھا جس کے لیے مسلمانوں کو اپنی عبادت کے طریقوں اور اخلاق و معاشرت سے متعلق تفصیلی ہدایات کی ضرورت تھی، دشمن طاقتیں اسلام کی پیش قدمی کا راستہ روکنے کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہی تھیں، اور مسلمانوں کو اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے نت نئے مسائل کا سامنا تھا۔ سورۃ نساء نے ان تمام معاملات میں تفصیلی ہدایات فراہم کی ہیں۔ چونکہ ایک مستحکم خاندانی ڈھانچہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے، اس لیے یہ سورت خاندانی معاملات کے بارے میں مفصل احکام سے شروع ہوئی ہے۔ چونکہ خاندانی نظام میں عورتوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے، اس لیے عورتوں کے بارے میں اس سورت نے تفصیلی احکام عطا فرمائے ہیں، اور اسی لیے اس کا نام سورۃ نساء ہے۔ [۵]

مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب سورت کے تعارف میں فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

> اس سورت میں عورتوں کے متعلق اس قدر کثیر احکام مذکور ہیں جو کسی اور سورت میں نہیں اس لیے اس مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ النساء مشہور ہوگیا۔ [۶]

"حق" کی تعریف:

مردوں کے معاشرے (male dominant society) میں عورتوں کی حیثیت پر سارا سال میڈیا میں ایک بحث چھڑی رہتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے خواتین کا عالمی دن (۸مارچ) feminism نظریات کی حامل تنظیمیں بڑے زور شور سے منا رہی ہیں۔ تعداد میں بہت تھوڑی ہونے کے باوجود ان نظریات کی حامل خواتین کا اثر ورسوخ بہت تیزی سے معاشرتی اقدار کو اروندتے ہوئے مقبول ہو رہی ہیں۔ کہنے کو خواتین اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کر رہی ہیں۔ آزادی کے نعرے لگا کر آزادی نسواں کا علم بلند کیا جا رہا ہے۔ حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا فرق جاننے سے قبل "حق کیا ہے" کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

"مذہب، قانوں یا معاشرتی اقدار کے تحت انسان اپنے لئے کسی فائدہ یا اختیار کا مطالبہ کر سکے، اس کو حق کہا جاتا ہے اور انسان کے ذمہ جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انکو فرائض کہا جاتا ہے"

Oxford dictionary کے مطابق حق کی تعریف ہے۔

> "A moral or legal claim to have or gat something or behave in a particular way"7

قانونی الفاظ میں "حق" کی تعریف کی گئی ہے۔

> "A power or privilege held by the general public as the result of a constitution, statute, regulation, judicial precedent, or other type of law."8

حق اور فرض لازم وملزوم ہیں۔ ایک ہی چیز ایک فرد کی نسبت سے حق ہے تو وہی شئ دوسرے کی نسبت سے فرض ہے۔ مثال کے طور پر "نفقہ" بیوی کا حق ہے، اور شوہر پر فرض ہے۔

پس منظر حقوق نسواں / آزادی نسواں:

آزادی نسواں سے عموماً مراد خواتین کو بنیادی حقوق کی فراہمی لیا جاتا ہے۔ آزادی نسواں کی تحریکیں مغربی پس منظر رکھتی ہیں۔ مغرب میں صدیوں تک عورت کو سیاسی، سماجی بلکہ بنیادی انسانی حقوق تک حاصل نہیں تھیں۔ عورت ہر طرح کے استحصال اور ظلم وستم کا نشانہ بنتی تھیں۔ ہندوستان میں آج تک ستی کا قانوں ہے، آج بھی لڑکی کی پیدائش کو ہندو سوچ میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

پندرھویں صدی میں حقوق نسواں کی صدائیں ابتداءاً فرانس میں بلند ہونی شروع ہوگئیں۔ سترہویں صدی تک آتے آتے بیشتر ملکوں میں مساوی حقوق کی تحریکیں (Equal Rights Movements) برپا ہوگئی تھیں۔ ان تمام تحریکوں کا بنیادی مطالبہ ان دو نکات پر مبنی ہے۔[9]

- عورتیں خلقی طور پر مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہر وہ کام جو مرد کر سکتا ہے اسے عورت بھی انجام دے سکتی ہے۔
- یہ معاشرہ مردوں کا ہے۔ عورتوں کی نااہلی درحقیقت مردوں کے استحصال کا نتیجہ ہے۔

پہلا مطالبہ ازروئے عقل، سائنس اور مذہب ہر طرح سے غلط ہے، عورت خلقت میں کہیں سے بھی مرد کی طرح نہیں ہے یہ بداہتاً خلاف فطرت دعوی ہے۔

اپنے دوسرے مطالبہ میں feminism نظریات کی حامل تنظیمیں اسلام کے قانون شہادت، قانون وراثت، اور اسی طرح معاشرتی اور عائلی قوانین پر اعتراضات کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم سورت النساء کی ایت ۳۴ میں اللہ تعالی کے فرمان **الرجال قوامون علی النساء** کی تفسیر میں اس بات کا جائزہ لیں گے کہ مرد کو عورت پر فوقیت کا کیا مطلب اور مقصد ہے۔

مرد کی فوقیت عورت پر:

اس ایت کریمہ سے قبل میراث کا بیان ہوا۔ میراث کے باب میں عورتوں پر مردوں کو فضیلت دی۔[للذكر مثل حظ الأنثيين (النساء ٤ :١١) مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔] امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

أن النساء تكلمن في تفضيل الله الرجال عليهن في الميراث، فذكر تعالى في هذه الآية أنه إنما فضل الرجال على النساء في الميراث، لأن الرجال قوامون على النساء١٠

ترجمہ: خواتین میراث میں مردوں کی ان پر فضیلت کے بارے میں بات کرتی تھیں۔ اللہ تعالی نے اس ایت میں بتایا کہ میراث میں مردوں کو عورتوں پر فضیلت اس لئے دی گئی ہے مرد کو عورت پر حاکم بنادیا گیا۔

سورۃ بقرہ کی آیت میں ارشاد فرمایا: **ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف (٢: ٨٢٢)** یعنی "عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ایسے ہی واجب ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔ سورت البقرہ کی ایت میں قران مجید نے اجمالا بتایا ہے کہ عورتوں کے بھی مردوں کی طرح حقوق ہیں۔

معارف القران میں مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ دونوں کے حقوق صورت کے اعتبار سے متماثل ہوں، بلکہ عورت پر ایک قسم کے کام لازم ہیں تو اس کے مقابل مرد پر دوسری قسم کے کام ہیں۔١١

صاحب تفسیر اختریہ حضرت مولانا اختر محمد صاحب رحمہ اللہ ایت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

نرینہ غاک یعنی خاونداک قائم ارپر یعنی حاکم ومنتظم (انتظام کروک) ارپر باٹغاناڑیتا۔ کہ اوفت ادب ھیل اتر تا کہ گستاخ مفس وھم جوابی کپس و آواری گردی کپس چنانچہ نیاڑیتاخلنگ پوک (مفت) مس یعنی بدلہ ھلنگ نااجازت متو۔١٢

ترجمہ: مرد یعنی شوہر نگران ہیں یعنی حاکم اور منتظم ہیں (انتظامات کرنے والے) عورتوں پر۔ کہ انہیں اداب سکھائیں تاکہ گستاخ اور شوہروں کو سامنے سے جواب نہ دیں، آوارہ نہ گومیں، چنانچہ بیوی کو مارنے کا کوئی بدلہ شوہر سے نہیں لیا جائے گا۔

اسی مضمون کو فخر الدین رازی رحمہ تفسیر کبیر میں بیان فرماتے ہیں۔

أي مسلطون على أدبهن والأخذ فوق أيديهن، فكأنه تعالى جعله أميرا عليها ونافذ الحكم في حقها،١٣

یعنی ان کو اداب سکھانے پر مقرر ہیں، اور انکو روکنے والے ہیں، گویا اللہ تعالی نے مرد کو امیر بنایا ہے اور عورت پر حکم نافذ کرنے والا بنایا ہے۔

قران مجید نے مرد کے حاکمیت کا دعوی کیا ہے یہ دعوی اتنا جامع ہے کہ لبرل تنظیموں کے تقریبا تمام اعترضات اپنی حیثیت خود بخود کھو دیتے ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں
۔

"ہر اجتماعی نظام کے لئے عقلاً اور عرفاً یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی سربراہ یا امیر اور حاکم ہوتا ہے کہ اختلاف کے قوت اس کے فیصلہ سے کام چل سکے، جس طرح ملک و سلطنت اور ریاست کے لئے اس کی ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہے، اسی طرح قبائلی نظام میں بھی اس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی اور کسی ایک شخص کو قبیلہ کا سردار اور حاکم مانا گیا ہے، اسی طرح اسی عائلی نظام میں جس کو خانہ داری کہا جاتا ہے اس میں بھی ایک امیر اور سربراہ کی ضرورت ہے، عورتوں اور بچوں کے مقابل ہمیں اس کام کے لئے حق تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا کہ ان کی علمی اور عملی قوتیں بہ نسبت عورتوں، بچوں کے زیادہ ہیں اور یہ ایسا بدیہی معاملہ ہے کہ کوئی سمجھدار عورت یا مرد اس کا انکار نہیں کر سکتا۔"[۱۴]

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ادارہ میں بڑے درجے کے ملازمین کو چھوٹے درجے کے ملازموں کے مقابلے میں زیادہ سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرد کی طرح عورت کے حقوق ہیں جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت میں بیان ہوا۔ لیکن مرد کو بوجہ حاکم ہونے کے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ سورت البقرہ میں ہے **وللرجال علیھن درجۃ (۲:۲۲۸)**

اللہ تعالیٰ نے مرد کے اس حاکمیت کے دو اسباب بھی اسی آیت میں بیان فرمائے ہیں۔ مفسر رحمہ اللہ نے ان اسباب کو بڑے شاہستہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

سببٹ همینا مرتبہ تسن اللہ تعالی بعضے اوفتا ،دھن کہ نرینہ غاک باڅغا بعض نا دھن کہ نیاڑیک۔ کہ اصل پیدائش ٹی مثلا کمال العقل ، جوانوتدبیر تخنگ فراخی علم و فراخی بدن نا و زیادتی قوت نا عملات ٹی ---- الخ ۱۵

بسبب اس کے کہ اللہ تعالی نے فضیلت دیا ہے ان میں سے بعض کو، جیسے کہ مرد، بعض پر، جیسے کی خواتین، کہ اصل پیدائش میں (فضیلت دی) ہے مثلا کمال عقل بہترین مدبر، علم کی وسعت، مظبوط بدن اور اعمال میں زیادہ قوت عطا کی گئی ہے----الخ

مفسر رحمہ اللہ نے یہاں پر ۳۲ ایسی امور کی نشاندہی کی ہے جن میں مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی ہے لیکن یہ ساری صفات مرد میں کسبی نہیں ہیں کہ کوئی مرد ان صفات کو حاصل کرلے بلکہ یہ خالص وہبی صفات ہیں۔ اسی امر کی وضاحت مفسر رحمہ اللہ نے "کہ اصل پیدائش ٹی" کے الفاظ سے کی ہے۔

روشن خیالی کے اس کج فہمی کے دور میں لبرل خیالات کے حامل لوگ عورت کے لئے مردوں کے مساوی حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ اس میں فطرتا وہ صلاحیت ہے یا نہیں۔ اس کی جسمانی ساخت، فکری مظبوطی اور خارجی عوامل اس میں کس چیز کی اہلیت پیدا کرتی ہیں۔ لبرل افکار کے مطابق عورتوں کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ بحیثیت قانون اپنے آپ کو مختلف شعبہ جات میں منوا سکیں۔ بس اسی چکر میں عورت صدیوں سے اپنے آپ کو مرد ثابت کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ مرد بن سکی یا نہیں لیکن اپنی شناخت بھلا بیٹھی ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

لبرل نسائیت پسند گروہ کے ہاں نظریات کا کوئی مرتب مجموعہ نہیں اس لیے وہ انقلابی واشتراکی نظریات سے قدرے مختلف ہے۔ ان کا ہدف جنسی مساوات کا حصول ہے لیکن تدریجی طور پر ان کے خیال میں معاشی، معاشرتی اور سیاسی تبدیلی کا ایک تدریجی عمل کام کرتا ہے۔ اسی کے اندر سرگرم رہنا چاہیے اور اسی کے ذریعے مقاصد حاصل کرنے چاہیں یہی وجہ ہے کہ اس گروہ کیخلاف مغرب میں کوئی رد عمل نہیں اس گروہ کا خیال ہے کہ جنسی عدم مساوات سے معاشرے میں کوئی فرق

نہیں پہنچ رہا۔ بعض باصلاحیت خواتین معاشرے میں کوئی کردار ادا نہیں کرپاتیں کیونکہ انہیں موقع نہیں ملتا اور بعض مرد اپنے بچوں سے قریبی تعلق نہیں رکھ پاتے کہ وہ بے حد مصروف ہوتے ہیں۔[۱۶]

حقوق نسائیات کی تنظیمیں ہر سال بلکہ ہر وقت عورت کے حقوق کا راگ الاپتی رہتی ہیں، مساوات کی بات کرتی رہتی ہیں۔ اس ساری جدوجہد میں انفرادی حقوق کسی درجے میں شاید کہیں حاصل ہوئی ہوں۔ مگر عائلی سطح پر عورت کو نہ تو حقوق دیئے گئے اور جو حقوق اُسے میسر تھے وہ بھی آزادی کے نام پر اُس سے چھین لیے گئے۔ ڈاکٹر طاہر القادری اس صورت حال پر لکھتے ہیں۔

عورت کے حقوق کے تحفظ کا مفہوم انفرادی، معاشرتی، خاندانی اور عائلی سطح پر عورت کو ایسا تقدس اور احترام فراہم کرنا ہے جس سے معاشرے میں اس کے حقوق کے حقیقی تحفظ کا اظہار بھی ہو اگر ہم حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں مغربی معاشرے میں عورت کے حقوق کا جائزہ لیں تو انتہائی مایوس کن صورتحال ہے خاندان جو کسی بھی معاشرے میں انسان کے تحفظ و نشوونما کی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے عورت کے تقدس کے عدم احترام کے باعث مغربی معاشرے میں شکست و ریخت کا شکار ہے۔[۱۷]

قران مجید نے جس آیت میں مرد کی حاکمیت کا اعلان کیا تو اس کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کیں۔ ان زمہ داریوں کو نبھانے والا مرد ہی حاکم ہو گا۔ قران مجید میں مرد کی حاکمیت کا دوسرا سبب یہی بیان ہوا ہے۔ مفسر رحمہ اللہ اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

سببٹ همنا کہ خرچ کرنو ، یعنی خاونداک باٹغا نیاڑیتا مالتان تنا کہ مہر تسنو و نفقہ (خرچ) تسنو و پوشاک (پچ) کرینو و دارو دوا کرینو و پین هم قسم نا همدردی کرینو ۱۸

بسبب اس کے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، یعنی شوہروں نے اپنی بیویوں پر اپنا مال سے کہ مہر دیتے ہیں نفقہ دیے ہیں، پوشاک (کپڑے) دیتے ہیں (بیماری) میں دوادارو کا بندوبست کرتے ہیں اور بہت ساری اور بھی ہمدردی کرتے ہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فهم العلماء من قوله تعالى: (وبما أنفقوا من أموالهم) أنه متى عجز عن نفقتها لم يكن قواما عليها.۱۹.

اللہ تعالی کے فرمان(**وبما أنفقوا من أموالهم**) سے علماء نے یہ مفہوم نکالا ہے کہ جب مرد عورت کے نفقہ سے عاجز ہو جائے تو اس پر حاکم نہیں رہتا۔

آزادی نسواں کے نتیجے میں مردوں کی حاکمیت تو تقریبا برقرار ہے لیکن مردوں پر شادی اور نکاح کی وجہ سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں ان سب سے نجات مل گئی اور عورتوں کے سر دوہری ذمہ داریاں آگئیں۔ اب ایسے جوڑوں کی تعداد میں نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جو بغیر کسی قانونی معاہدے کے ایک گھر میں میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ فطرت نے جو ذمہ داری عورتوں پر عائد کی ہے وہ بوجھ تو اٹھانا ہی تھا۔ جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اب انہیں بچوں کی پیدائش کے بعد ان کی پرورش وپرداخت کی ذمہ داری بھی تن تنہا کرنا پڑتی ہیں اور وہ کسی دوسرے کا تعاون بھی حاصل نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو دو وجوہات سے عورت پر حاکم بنایا گیا ہے ایک تو مرد میں قدرت کی پیدا کردہ خلقی صلاحتیں ہیں اور دوسری مرد عورت کی تمام ترمالی ذمہ داریاں اٹھاتا ہے ۔ بحر محیط میں ابن حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وفي هذا دليل على أن الولاية تستحق بالفضل لا بالتغلب والاستطالة۲۰

اس (آیت) میں (حاکمیت رجال کی دو وجہوں کے بیان سے) اس امر پر دلیل ہے کہ ولایت و حکومت کا حق محض زور و تغلب سے قائم نہیں ہوتا۔ صلاحیت و اہلیت حاکمیت کا اہل بنا دیتی ہے۔

قران مجید کا اسلوب حکیم:

قران حکیم نے مرد کو عورت پر حاکم بنا کر ایک فضیلت سے نوازا لیکن اسلوب بیاں میں عقلمندوں کے لئے غور و فکر بہت سارا سامان ہے۔ سبب اول کے لئے مختصرا یہ عبارت **(فضلهم عليهن)** کافی تھا، لیکن قران مجید نے **(بعضهم على بعض)** کی تعبیر اختیار فرما کر بتا دیا کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے اجزا ہیں۔ اور مرد کی حاکمیت محض آمریت اور استبداد کی حکومت نہیں۔، اس کو حکم دیا گیا ہے کہ **عاشروهن بالمعروف (۵:۹۱)** یعنی عورتوں کے ساتھ معروف طریقہ پر اچھا سلوک کرو۔ ایک دوسری آیت میں **(عن تراض منهما وتشاور (۲:۳۳۲)** کی تلقین کی ہے۔ کہ بعض امور میں بیوی کے مشورہ سے کام کریں۔

سبب دوم کی عبارت سے اس طرف اشارہ ہے کہ مرد و عورت کے درمیان وظائف تقسیم ہیں۔ مالی ذمہ داریاں تمام تر مردوں پر ہیں، خواتین اپنی خلقت اور فطرت سے اس بار کا متحمل نہیں، اور نہ ہی حالات اس کے لئے کسی بھی زمانے میں اس قدر ساز گار رہے ہیں کہ عورت محنت، مزدوری اور دوسرے ذرائع کسب میں مردوں کی طرح دفتروں اور بازاروں میں پھرا کرے۔ اس لئے باری عزاسمہ نے تمام تر ذمہ دار مردوں پر ڈال دی ہے اور اس کے مقابلے میں بچوں کی اور امور خانہ داری کی ذمہ داری عورت پر ڈال دی ہے۔ الغرض قرآن حکیم نے اس ایت میں عائلی نظام کا بنیادی اصول بتا دیا۔

اسلام میں مرد اور عورت فریق نہیں، بلکہ رفیق ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے حلیف ہیں حریف نہیں۔ ارشاد ہے: **(الْمُؤمِنُوْنَ وَالْمُؤمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (التوبہ۔ ۷۱)** "مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں"] اسلام کسی طور پر ایسی مادر پدر آزاد ماحول کی اجازت نہیں دیتا جس کے داعی نام نہاد حریت نسواں کی تحریکیں ہیں۔ جس کے نتیجے میں معاشرے کی بنیادی اکائی کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ ایک صحت مند خاندانی نظام ہی ایک صالح تہذیب جو جنم دے سکتی ہے۔

ہمارے زمانے کے چند نام نہاد روشن خیال چادر و چاردیواری کو قید ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا خیال میں مسلم سماج میں عورتیں مظلوم اور بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ آزادی سے آنے جانے کی پابندی ہے۔ وہ مسلمان عورت کو مغرب کی اس آزادی کا تحفہ دینا چاہتے ہیں جس کے کڑوے کسیلے ثمرات مغرب میں پوری طرح سے پک چکے ہیں۔ خاندانی نظام درھم برھم ہو چکا ہے۔ اخلاقی گراوٹ، بے حیائی، آوارگی، فحاشی اور عریانیت اپنے عروج پر ہے اور محترم رشتوں کا تقدس بری طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک

افسوس، آج بعض ایسے عناصر جنھوں نے مغرب کو قبلہ تسلیم کیا ہوا ہے مسلمانوں میں مغربی آزادیٔ نسواں کی مہم چلا کر مسلم معاشرے میں بھی اسی طرح انتشار و پراگندگی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

كلمة المجلس

عورتوں کے حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والی feminism نظریات کے حامل تنظیموں کے تمام مطالبات کا خلاصہ دو نکتوں پر آکر تمام ہوتا ہے۔

- عورتیں خلقی طور پر مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہر وہ کام جو مرد کر سکتا ہے اسے عورت بھی انجام دے سکتی ہے۔
- یہ معاشرہ مردوں کا ہے۔ عورتوں کی نااہلی در حقیقت مردوں کے استحصال کا نتیجہ ہے۔

مسلم معاشرے میں چادر وچار دیواری کو قید وبند سے تعبیر کے ساتھ ساتھ، اسلام کے قوانین، قانون شہادت قانون میراث اور دیگر احکام اسلام پر وقتاً فوقتاً میڈیا میں اور مختلف پلیٹ فارمز پر اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک اعتراض کہ اسلام نے مرد کو عورت پر فوقیت دی ہے۔ قران مجید میں ہم نے اس سوال کا جواب تلاش کیا۔

قران مجید نے عائلی زندگی کا بنیادی اصول بتادیا کہ خاندان میں مرد کو عورت پر حاکم بنادیا گیا۔ اور اس کے دو اسباب بھی بیان کیا کہ ایک تو مرد کو اللہ تعالی نے بہت ساری خصوصیات سے نوازا ہے اور دوسرا اسبب یہ کہ مرد کو اللہ تعالی نے تمام تر مالی ذمہ داریاں دی ہیں۔ اور عورت کے ذمے امور خانہ داری اور نسل نو کی پرورش ہے۔

مگر صد افسوس ایسی بہت ساری تنظیمات ہیں جن کا قبلہ مغرب ہے۔ وہ نام نہاد آزادی نسواں کے مغرب میں بھیانک نتائج دیکھ کر پھر بھی مسلمانوں میں فحاشی اور عریانی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں

حوالہ جات

۱۔ لہڑی، اشرف علی، حیات شیخ التفسیر مولانا محمد اختر، (براہوئی اکیڈمی کوئٹہ، ۲۰۱۲)۱۱

۲۔ براہوئی، عزیز اللہ، براویک دیرو، (ماہنامہ اولس نومبر ۱۹۹۶)۱۰۰

۳۔ لہڑی، اشرف علی، حیات شیخ التفسیر مولانا محمد اختر (براہوئی اکیڈمی کوئٹہ، ۲۰۱۲)۲۸/۲۹

۴۔ حوالہ بالا ص۹

۵۔ عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قران، (مکتبہ معارف القران کراچی، ۲۰۱۰)۱:۲۱۰

۶۔ کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القران (مکتبہ معارف القران حسینیہ شہداد پور، ۱۴۲۲ھ)۱:۱۲۵

۷ Oxford learner's dictionary. OXFORDLEARNER'SDICTIONARY.COM

8https://www.law.cornell.edu/wex/right

۹۔ آزادیٔ نسواں اور اسلام، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی https://mazameen.com/misc/1374.html

۱۰۔ الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر، فخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير (دار إحياء التراث العربي- بيروت، ۱۴۲۰ھ)۱۰:۷۰

۱۱۔ عثمانی، محمد شفیع عثمانی، معارف القران، ۲۰۰۸ ج۲ ص 395

۱۲۔ مینگل، مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، (براہوئی اکیڈمی سن ندارد، اولیکو شخ)۴:۱۱

۱۳۔ الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر، فخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير (دار إحياء التراث العربي- بيروت، ۱۴۲۰ھ)۱۰:۷۰

۱۴۔ عثمانی، محمد شفیع عثمانی، معارف القران، ۲۰۰۸ ج۲ ص 396

۱۵۔ مینگل، مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، (براہوئی اکیڈمی سن ندارد، اولیکو شخ)۴:۱۱

۱۶۔ خالد علوی، (اسلام کا معاشرتی نظام ۲۰۰۴ء)۵۶۱

۱۷۔ قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر (اسلام میں انسانی حقوق ۲۰۱۰ء)

18۔ مینگل، مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، (براہوئی اکیڈمی سن ندارد، اولیکو شخ)۴:۱۱

۱۹۔ القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد، شمس الدين القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، (دار الكتب المصرية – القاهرة، ۱۹۶۴م)۵:۱۶۹

۲۰۔ ابن حيان الأندلسي، أبو حيان محمد بن يوسف بن علي، أثير الدين الأندلسي، البحر المحيط في التفسير (دار الفكر - بيروت ۱۴۲۰ھ)۳:۶۲۳